QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اسلام میں امن، رواداری اور بین المذہب ہم آہنگی: قرآنی و نبوی اصول

Peace, Tolerance, and Interfaith Harmony in Islam: Qur'anic and Prophetic Principles

Rubina Kausar
Lecturer, Department of Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Dr. Muhammad Asim Shahbaz
Department of Related Sciences, University of Rasul, Mandi Bahauddin, Pakistan.

Abstract

This research article explores the foundational principles of peace, tolerance, and interfaith harmony in Islam through the teachings of the Holy Qur'an and the Prophetic Sunnah. The Qur'an, as a comprehensive divine code of life, establishes universal values that promote peaceful coexistence, justice, compassion, and respect for human dignity. It emphasizes the sanctity of human life, fairness in social dealings, forgiveness, and freedom of belief, as reflected in the principle "no compulsion in religion." The study examines how these Qur'anic directives provide a framework for constructive dialogue, mutual respect, and balanced interaction among followers of different faiths. It also highlights the Prophet Muhammad's practical model in fostering interfaith relations, particularly through treaties, ethical conduct, and inclusive community building. In the contemporary global context—where religious intolerance, extremism, and ideological polarization present serious challenges—the relevance of Qur'anic guidance becomes even more significant. The article argues that Islam fundamentally advocates mercy, justice, and social harmony, rejecting coercion and hostility based solely on religious differences. By revisiting authentic Islamic sources, this study demonstrates that the proper understanding and implementation of Qur'anic and Prophetic principles can contribute meaningfully to the development of a peaceful, pluralistic, and cooperative society. Ultimately, the research underscores that interfaith harmony is not merely a modern necessity but an intrinsic component of Islamic teachings rooted in divine revelation.

Keywords: *Peace, Tolerance, Interfaith Harmony, Qur'anic Teachings, Religious Freedom, Justice, Prophetic Sunnah*

تعارف

لفظ "اسلام" کے لغوی معنی ہی "سلامتی" اور "امن" کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آپ کو "السلام" (سلامتی دینے والا) اور مومن (امن دینے ولا) کہا ہے اسی طرح جنت کو "دار السلام" (امن و سلامتی کا گھر) قرار دیا ہے۔ اسلام ایک ایسا نظامِ حیات ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کا درس دیتا ہے بلکہ تمام انسانیت کے لیے احترام اور بقائے باہمی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

امن و سلامتی اور معاشرتی استحکام، الہامی تعلیمات کی روشنی میں

امن خوف کی ضد ہے اور اس کا مطلب ہے مطمئن ہونا، بے خوف ہونا۔ [1]

مفردات القرآن میں اس بابت لکھا ہے:

---

(1) ابن منظور الافریقی، لسان العرب، بیروت: دار الصادر، 1414ھ

أصل الأَمْن: طمأنينة النفس وزوال الخوف[1]

ترجمہ: اصل میں امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونا اور خوف نہ رہنے کے ہیں۔

کسی بھی معاشرے کے استحکام اور نظم و ضبط کے لیے امن و سلامتی بنیادی شرط ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد سب سے پہلے اسی اصول کو عملی شکل دی۔ اس مقصد کے لیے **میثاقِ مدینہ** کے ذریعے مختلف طبقات کے درمیان پر امن بقائے باہمی کو یقینی بنایا گیا اور **اخوتِ اسلامی** کے ذریعے ایک بکھرے ہوئے معاشرے کو وحدت میں تبدیل کیا گیا۔ اس سے قبل عرب معاشرہ انتشار، قبائلی تعصبات اور انسانی جان و عزت کی بے قدری کا شکار تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوتِ اسلام کی بنیاد امن، رواداری اور احترامِ انسانیت پر قائم تھی، جس کی واضح مثال آپ ﷺ کے وہ خطوط ہیں جو مختلف حکمرانوں کو ارسال کیے گئے، جن میں ارشاد فرمایا گیا "**اسلم تسلم**"، یعنی اسلام قبول کرو تو امن و سلامتی حاصل ہوگی۔

تبلیغی حکمت اور امن و سلامتی

دینِ اسلام معاشرے میں امن و امان کے قیام کو بنیادی حیثیت دیتا ہے اور اس مقصد کے لیے دعوتِ دین کو حکمت اور حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام ہر اُس عمل سے اجتناب کا حکم دیتا ہے جو فساد یا انتشار کا سبب بنے، کیونکہ ایک پُر امن معاشرہ ہی اسلامی نظامِ حیات کا اصل مقصد ہے۔ اسی لیے قرآنِ مجید میں صلح اور سلامتی کی نہ صرف ترغیب دی گئی ہے: **وَالصُّلْحُ خَيْرٌ**[2] بلکہ واضح حکم بھی دیا گیا ہے:

وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ۔[3]

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔

نبی اکرم نے بھی معاشرتی و ملکی امن و سلامتی کے لیے ایسے ہی ارشادات فرمائے ہیں:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔[4]

ترجمہ: "مسلم وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں"

اسلام انسانوں کے درمیان امن کے قیام کو بنیادی دینی فریضہ قرار دیتا ہے، اور دیگر الہامی مذاہب بھی اسی قدرِ مشترک کی تعلیم دیتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں رواداری کا تصور

رواداری عدم تحمل کی ضد ہے یعنی کہ یہ صبر و تحمل اور برداشت کرنے کا دوسرا نام ہے۔ اسلام میں مذہبی رواداری ایک نمایاں اور بنیادی قدر ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسانیت، باہمی احترام اور حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ انسانیت اور مذہبی رواداری کی بے شمار روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو انسانی فلاح و بہبود کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ برداشت اور احترام کا رویہ اسلام کی تعلیمات کا لازمی جزو ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں

(1) حسین بن محمد راغب اصفہانی، المفردات في غریب القرآن، تحقیق۔ صفوان عدنان الداودي (دمشق: دار القلم، 1412ء)، 67

(2) سورۃ النساء: 128

(3) سورۃ الانفال: 61

(4) بخاری، الجامع الصحیح ،كتاب الإيمان ، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، حدیث، 10

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کرتا، اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔ اسلام کے دشمنوں کے مظالم سے تنگ آکر ایک مرتبہ صحابہ کرام نے آپؐ سے ان کے لئے بددعا کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا: "میں لعنت اور بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

اسلام کی کامیابی کی بنیادی وجہ مکالمہ ہی تھا اور حضرت محمدؐ کی پوری زندگی مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی کوششوں سے عبارت ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ نے عیسائیوں اور یہودیوں سے مکالمہ کیا اور مدینہ کی ایسی ریاست تشکیل دی جس میں تین مرکزی مذہب کے لوگ آباد تھے حضرت محمدؐ نے ان سے بات چیت ہی نہیں معاہدہ بھی کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں امن سلامتی اور باہمی احترام غالب تھا۔

"میثاقِ مدینہ پہلی اسلامی ریاست کا اساسی دستور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی سلطنت میں جو رسول اللہ ﷺ کی کاوشوں سے معرض وجود میں آئی ہر ایک کو دین کی آزادی بھی دی اور دین کے اختلاف کے باوجود معاہدہ سلطنت (میثاقِ مدینہ) کی بدولت مسلم اور غیر مسلم دونوں کو (باعتبارِ سیاسی) ایک ہی قوم اور یکساں شہریت کا حامل بھی قرار دیا۔ اس معاہدے کی رو سے مسلم اور غیر مسلم برابر اور یکساں حقوق رکھتے تھے۔ "میثاق مدینہ" نے ریاست مدینہ میں امن عامہ فراہم کیا، امر و نہی کا نظام پیش کیا، ظلم و ناانصافی کی مخالفت کی، اصلاح انسانیت کو فروغ دیا اور مذہبی آزادی فراہم کی کسی فرد یا قبیلے کے حقوق کو غصب نہیں کیا گیا۔ میثاق مدینہ مذہبی ہم آہنگی اور مذہبی رواداری کی بہترین مثال ہے۔ اس میں طے کردہ بنیادی اصولوں کی روشنی میں ایک اسلامی مثالی ریاست کی تشکیل کے ساتھ ساتھ دنیا کو امن، بقائے باہمی اور فلاح کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے"۔ (1)

اسلام نظریاتی اختلاف کو تسلیم کرتے ہوئے برداشت، احترام اور محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک پُرامن معاشرے کی تشکیل کے لیے اختلافات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اسی شعور سے مختلف مذاہب اور مسالک کے درمیان احترام اور قربت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن و حدیث اور سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام امن، محبت اور ہم آہنگی کا دین ہے جو پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے لہٰذا ایک سچا مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ امن اور رحمت کا علمبردار ہوتا ہے۔

بین المذاہب تعلقات اور مکالمے کے قرآنی اصول

قرآن مجید نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ تعلقات اور مکالمے کے لیے واضح اخلاقی اور عملی اصول مقرر کیے ہیں۔

i. عدل اور احسان کا حکم

قرآن نے دو بنیادی اصول بیان کیے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ (2)

"اللہ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے"۔

(1) ایس ایچ قادری، میثاق مدینہ اور قائد اعظم، اگست 2013، ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

(2) سورۃ النحل: ۹۰

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

یہ حکم عام ہے اللہ تعالیٰ مسلموں اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات میں عدل اور احسان کی تعلیم دیتا ہے۔ عدل ہر انسان کا بنیادی حق ہے جبکہ احسان بلند ترین درجہ ہے جس میں سخاوت، درگزر اور حسن سلوک شامل ہیں۔

ii. نرم گفتاری اور احترام کے ساتھ دعوت

دعوت و تبلیغ کا طریقہ کار بھی قرآن نے بیان کیا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

"اپنے رب کی راست کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ، اور ان سے ایسے طریقے سے بحث کرو جو بہترین ہو".[1]

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تین مراحل بیان ہوئے ہیں:

- **بالحکمۃ (حکمت کے ساتھ)**: اس سے مراد قرآنی دلائل، صحیح علم اور دانائی کے ساتھ دعوت دینا ہے۔
- **وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (اور عمدہ نصیحت)**: نرمی، پیار اور بہترین اخلاق سے سمجھانا ہے، تاکہ دل نرم ہوں اور لوگ قبول کریں۔
- **وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (اور ان سے ایسے طریقے سے بحث کرو جو بہترین ہو)**: یہ مباحثہ یا مناظرے کی صورت میں ہوتا ہے لیکن اس میں بھی انتہائی نرمی، شرافت اور بہترین انداز اختیار کرنا ہے۔ مخالف کی بات سننا، اس کی عزت نفس مجروح نہ کرنا، اور ہدف صرف حق کی اشاعت رکھنا۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے وقت صرف دلیلیں کافی نہیں بلکہ حکمت، نرمی، اچھا سلوک اور بہترین انداز میں بحث کرنا ضروری ہے، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں بیان کیا گیا ہے۔

iii. دوسرے مذاہب کی توہین کی ممانعت

قرآن مجید دوسرے مذاہب کے معبودوں کی بھی توہین کرنے سے منع کرتا ہے، کیونکہ اس کا نتیجہ انتقامی کارروائی کی صورت میں نکل سکتا ہے:

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا۔[2]

"اور تم ان لوگوں کو گالی مت دو جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں، ورنہ وہ دشمنی میں ناحق اللہ کو گالی دیں گے"۔

قرآن واضح طور پر دوسرے مذاہب کا مذاق اڑانے سے منع کرتا ہے اور بین المذہب مکالمے میں پرامن، با احترام اور غیر اشتعال انگیز رویہ اپنانا چاہیے۔

(1) سورۃ النحل: ۱۲۵

(2) سورۃ الانعام: ۱۰۸

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

iv. اہل کتاب (خصوصاً نصاریٰ) سے قریبی تعلقات کا اعتراف

قرآن اہل کتاب (خصوصاً نصاریٰ) کے ساتھ قریبی جذباتی تعلق کا اعتراف کرتا ہے:

"آپ ضرور یہودیوں اور مشرکوں کو ایمان والوں سے سب سے زیادہ سخت دشمن پائیں گے۔ اور آپ ضرور ان لوگوں کو ایمان والوں سے سب سے زیادہ قریب محبت رکھنے والے پائیں گے، جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں عالم (پادری) اور درویش (راہب) ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے "(1)

یہ آیت مسیحیوں کے ان پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مسلمانوں سے قربت کا باعث بنتے ہیں، جیسے علماء اور عبادت گزار افراد کی موجودگی اور تکبر سے اجتناب۔

جس طرح دیگر انبیاء کرام نے آقا پاک ﷺ کی بشارت دی تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے گزشتہ انبیاءؑ اور ادیان کی تصدیق فرمائی۔
آپ ﷺ کے سامنے سے کبھی کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپ ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ۔(2)

مندرجہ بالا حوالہ جات میں مذکور آپ ﷺ کی سیرت سے نہ صرف یہودیوں کے جنازے کے احترام میں کھڑے ہوجانے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ امام ابن جریر نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل کی ہے:

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا باہر نکلو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضور ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ ﷺ نے چار تکبیرات پڑھیں۔ فرمایا یہ اصحمہ نجاشی ہے"۔(3)

نبی کریم (ﷺ) نے مدینہ کا اقتدار حاصل ہوجانے کے بعد اہل کتاب کو دعوت و تبلیغ اسلام کا مخاطب بنائے رکھا۔ ان سے دوستانہ مراسم استوار اور سیاسی معاہدات فرمائے۔ مسلمان کسی مشرک کا ذبیحہ نہیں استعمال کرسکتے کسی مشرکہ سے نکاح جائز نہیں لیکن مسلمانوں کے لیے اہل کتاب کا ذبیحہ اور نکاح دونوں جائز ہیں۔ قرآن مجید کی یہ آیت شاہد ہے اس بات کی:

''وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ" (4)

"اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہو اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارساعورتیں مسلمان اور پارساعورتیں ان (اہل کتاب) میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی"۔

اسلام نے مسلمانوں کے لئے اہل کتاب کا ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز کیا۔

جس طرح دیگر انبیاء کرام نے آقا پاک ﷺ کی بشارت دی تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے گزشتہ انبیاءؑ اور ادیان کی تصدیق فرمائی۔ اسلام نے رواداری کا درس دیا ہے اور اس کے ساتھ دوسرے مذہب کا احترام کرنا بھی سکھایا ہے۔ اسلامی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ مکالمہ

---

(1) سورۃ المائدہ:۸۲

(2) صحیح البخاری، کتاب الجنائز

(3) تفسیر در منثور، ج:2، ص:310

(4) المائدہ:5

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اور بات چیت کی نہ صرف اسلام کی طرف سے اجازت ہے بلکہ پیغمبر اسلام کی سنت بھی ہے۔ حضرت محمد الرسول اللہ (ﷺ) نے ان سے لین دین کے معاملات اور معاہدات فرمائے جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"حضور پاک (ﷺ) نے ایک یہودی سے کھانے کی کوئی چیز خریدی اور اس کے پاس زرہ رہن رکھی"۔[1]

جب حضور ﷺ نے خیبر فتح کیا تو یہودِ خیبر کی درخواست پر انہیں کاشتکاری کی اجازت دی۔ جب فصل کٹنے کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) کو وصولی کے لیے بھیجا آپ (ﷺ) نے اس وقت کی جو فصل (کھجوریں) تھی دو حصوں میں برابر تقسیم فرمائی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ہمارے حصہ سے زیادہ دے رہے ہیں (کیونکہ ان کے اپنے اصول کے مطابق ان کا حصہ آدھا نہیں بنتا تھا بلکہ اس سے بھی کم) لیکن حضرت عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تمہیں ضرور آدھی ہی ملیں گی کیونکہ تم سے معاہدہ اسی طرح ہوا تھا۔[2]

مذکورہ واقعہ سے آنحضور ﷺ کا غیر مسلموں سے کاروباری معاملات میں تعلق کی نوعیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جس کا واضح استدلال بھی ملتا ہے۔ رنگ، نسل، آقا، غلام، کا کوئی فرق روا نہ رکھتے۔ عدل و مساوات کی جو مثالیں آپ ﷺ نے قائم کیں وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ انصاف کے معاملے میں اپنے، پرائے برابر تھے۔ سب کی مدد و اعانت فرماتے"۔[3]

"جب کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری فرماتے اگرچہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک (عبدوس نامی) یہودی کی عیادت کو تشریف لے گئے جب وہ بیمار تھا"۔[4]

سیرتِ طیبہ میں کئی مثالیں موجود ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی پوری زندگی مذاہب کے درمیان ہم آہنگی اور احترام کے فروغ کے لیے وقف تھی۔ امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ کے مطابق، نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی جو بین المذہب رواداری کی روشن مثال ہے۔:

"نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ منورہ آیا، وفد میں 60 افراد تھے۔ جب وہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت حضور (ﷺ) عصر کی نماز ادا کر چکے تھے۔ یمنی کپڑوں میں ملبوس، قبائیں اور چادریں لپیٹے ہوئے، کچھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے انہیں دیکھ کر کہا کہ ہم نے ان جیسا وفد نہیں دیکھا۔ ان کی نماز کا وقت ہو گیا وہ اٹھے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے لگے"۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، اُنہوں نے مشرق کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی۔"[5]

(1) صحیح البخاری، کتاب البیوع

(2) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع

(3) محمد طاہر فاروقی، اقبال اور محبتِ رسولؐ، ص:70،

(4) صحیح البخاری، کتاب المرض

(5) البدایہ والنہایہ، ج:5، ص:51

فتح مکہ کی ہی مثال لے لیں یہ وہ وقت تھا کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو چن چن کر بدلہ لے سکتے تھے کسی کی جرأت نہ تھی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے یا عرب کے مروّجہ جنگی دستور کے مطابق آپ ﷺ کے بدلہ لینے کو غلط کہہ سکے۔ ہر کوئی زیرِ بارِ خوف تھا کہ اب ہمارے ساتھ خدا جانے کہ کیا ہو جائے گا لیکن ایسے موقع پر بھی رحمت اللعالمین نے ان کے مظالم اور زیادتیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ اس واقع کو یونیورسٹی آف ملایا (ملائیشیا) کے پروفیسر ہلال وانی اپنے ایک ریسرچ آرٹیکل میں کچھ یوں رقمطراز کرتے ہیں:-

"The Prophet of Islam (pbuh) was the true reflection of the Holy Qur'an in real life; he always supported peace and dialogue. For example, it was on the day of the conquest of Makkah when he declared that everybody was equal to enter the house of Abu Sufiyan, the leader of the Quraysh; this included many people who were enemies of Islam. The Prophet Mohammed (peace be upon him), said "Latasreeb alaikum yama" which means "you are free today". The peace process and dialogue requires tolerance and mercy, and these two qualities were visibly present in the Prophet of Islam (PBUH)".(1)

"پیغمبر اسلام (ﷺ) حقیقی زندگی میں قرآن کریم کے واضح (سچے) عکاس ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ امن اور مکالمے (بات چیت) کی حمایت کی۔ بطورِ مثال، فتحِ مکہ کے دن جب آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ ہر شخص قریش کے سردار ابوسفیان کے گھر داخل ہونے میں برابر (آزاد) ہے؛ اس (معافی) میں بہت سے اسلام مخالف لوگ بھی شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" جس کا مطلب ہے "آج کے دن تم آزاد ہو"۔(2) امن کے اس عمل اور مذاکرات و مکالمہ کے لئے تحمل مزاجی اور نرمی (رواداری) کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونوں خصوصیات پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت میں نظر آتی ہیں۔

لہذا تمام انبیاء بنیادی عقائد اور تمام معاملات کی اساسیات میں متحد و مشترک تھے۔ قرآن میں کئی مقامات پر اس امر کو بیان کیا گیا ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحاً وَٱلَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُواْ ٱلدِّينَ وَلاَ تَتَفَرَّقُوا فِيهِ(3)

ترجمہ: اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

اس لیے اس دور جدید میں ضروری ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کے پہلو کو تدریجاً نہ صرف وضاحت سے بیان کیا جائے بلکہ اس کی عملی شکلوں اور عصری تقاضوں پر بھی مفصل بحث ضروری ہے۔

(1)Recep Dogan, "Contributing to the World Peace - An examination of the Life of Prophet Muhammad as a Leader," Centre for Islamic Sciences & Civilization, Charles Sturt University, Sociology and Anthropology 3(1): 37-44, 2015

(2) سورۃ یوسف:92

(3) سورۃ الشوریٰ:13

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

بین المذاہب ہم آہنگی کا معنی و مفہوم

ہم آہنگی کے لفظ کے لیے عربی زبان میں جو قریب ترین الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ موافق، متفق، مساوی، مقارب وغیرہ کے ہیں۔ اردو میں ہم آہنگ جب کہ فارسی میں آہنگ شدن جب کہ انگریزی میں Coordinate conduct, Harmony, Come into agreement اور Near کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔(1)

لغوی اعتبار سے ہم آہنگ سے مراد "دو یا دو سے زیادہ اشیاء یا افراد کو باہم مربوط، متحد، موافق اور باہم ملانا اور یکجا کرنا کے ہیں۔"(2)

لفظ "**اتحاد**" عربی زبان میں ہم آہنگی، یکجہتی اور باہمی تعاون کے پہلو کو ظاہر کرتا ہے، یعنی یہ صرف مجموعی طور پر جمع ہونے کا نہیں بلکہ دلوں اور کردار میں ہم آہنگی قائم رکھنے کا تصور بھی بیان کرتا ہے:۔

"اتحد الشی بالشیء،اتحد القوم اتحد الشیئان او الاشیاء:ای صارت شیئا واحدا"(3)

ترجمہ: ایک چیز دوسری چیز سے متحد ہوگئی، قوم متحد ہوگئی، دو یا زیادہ اشیاء متحد ہوگئیں یعنی گھل مل کر ایک ہوگئیں۔

پس ہم آہنگی کا مطلب ہے دو یا زیادہ اشیاء کا متحد ہونا، اعتدال و برابری پر آنا اور ہم سفر کی طرح متحد ہونا۔ اسی طرح بین المذاہب ہم آہنگی سے مراد وہ اتحاد ہے جو الہامی مذاہب کے درمیان ان کی بنیادی تعلیمات اور عقائد کے اعتبار سے قائم کیا جاسکتا ہے۔ تمام الہامی مذاہب غلو، شدت پسندی اور بغض و عداوت کے خلاف ہیں۔ برابری، عدل و انصاف اور منصفانہ قوانین پر مبنی معاشرہ کے قائل ہیں۔

قُلْ آمَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ(4)

ترجمہ: کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں، سب پر ایمان لائے، ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں۔

دورِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے افہام و تفہیم، میانہ روی اور انسانیت کے احترام کی تعلیمات کو فروغ دینا ضروری ہے۔ ہم آہنگی کا مطلب یہ نہیں کہ کسی دوسرے مذہب کے عقائد کو درست مان لیا جائے بلکہ یہ برداشت اور رواداری کا پیغام پھیلانے کا نام ہے۔ تمام الہامی مذاہب توحید پرست ہیں اور تمام انبیاء کی تعلیمات ایک ہی خالق و مالک کی طرف رجوع کی ترغیب دیتی ہیں:۔

يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ(5)

ترجمہ: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

(1)John Shakespeare, *Urdu English and English Urdu Dictionary*, (Lahore: Sang-e Meel Publications, 1969), 1869.

(2) علی رضا نقوی، فرہنگِ جامع (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1994ء

(3) مجموعہ علماء، معجم الوسیط (استنبول: دارالدعوۃ، 1989ء

(4) سورۃ آل عمران: 84

(5) سورۃ الاعراف: 59

حضرت عیسیٰ جو کہ بنی اسرائیل کے نبی ہیں انہوں نے بھی ایک اللہ کی دعوت دی:

وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلاَّ لِيَعْبُدُوٓاْ إِلَـهاً وَاحِداً[1]

ترجمہ: اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

عہدِ نامہ قدیم کی کتابِ یسعیاہ میں توحید باری تعالیٰ کا تصور نہایت واضح اور مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے، جو تمام انسانیت کے لیے وحدانیت اور اللہ کی یکتائی کا درس فراہم کرتا ہے۔

"میں ہی خداوند ہوں اور دوسرا کوئی نہیں، میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں روشنی کا موجد ہوں اور تاریکی کا خالق ہوں۔"[2]

بائبل کرنتھیوں کا بیان ہے: "نعمتیں تو مختلف ہیں لیکن پاک روح ایک ہی ہے، خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں لیکن خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے۔"[3]

وحدت و احترام انسانیت

تمام الہامی کتب اس بات پر متفق ہیں کہ سب کا خالق اور رب ایک ہی ہے اور انسان ایک ہی خاندان کی مانند ہیں۔ قرآنِ مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی ابتدا ایک مرد اور ایک عورت سے ہوئی:

يٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْإِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَاكُم۔۔۔[4]

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

يا أيها الناس، ألا إن ربكم واحد، وإن أباكم واحد، ألا لا فضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا أحمر على أسود، ولا أسود على أحمر، إلا بالتقوى۔[5]

ترجمہ: اے لوگو خبردار، بے شک تمہارا خدا ایک ہی ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ اور پرہیز گاری کے۔

---

(1) سورۃ التوبہ: 31

(2) یسعیاہ 7:45

(3) کرنتھیوں 12:4-5

(4) سورۃ الحجرات: 13

(5) احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقیق۔ شعیب الأرنوط، عادل مرشد (بیروت: الناشر مؤسسة الرسالة، 2001ء)، حدیث: 38، 47423536

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اس طرح تمام انسانیت ایک ہے کسی کو کسی دوسرے پر برتری نہیں لیکن کسی انسانی مخلوق کو کمتر سمجھنا دراصل اللہ کی مخلوق کی تذلیل اور مذاق اڑانے کے مترادف ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔ اسلام تقاضا کرتا ہے کہ انسانیت کی عزت کا احترام کیا جائے کیونکہ یہ اللہ نے خود انسان کو عطا کیا ہے:۔

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ "(1)

ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

انسانیت کی تکریم یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم مسلم اور غیر مسلم کے فرق سے بالاتر ہو کر بھوکے کو کھانا کھلائیں، پیاسے کو پانی پلائیں اور صدقہ جاریہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی جذبہ خیر سگالی اور انسانیت کے احترام کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اس عمل کی اہمیت واضح کی:

افضل الصدقة ان تشبع كبدا جَائعا(2)

ترجمہ: بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

احترامِ انسانیت کا یہ تصور سابقہ الہامی تعلیمات میں بھی نمایاں ہے، جیسا کہ تورات (بائبل) کی تعلیمات سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ "اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اسے کھانا کھلانا، اگر وہ پیاسا ہو تو اسے پانی پلا۔(3)"

تعظیمِ انسانیت کا تقاضا ہے کہ اسلامی معاشرے کے افراد بھوکے اور پیاسے کی مدد کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ساتھ رحم، خیر، محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئیں، کیونکہ رحم کرنا اللہ کی صفات میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ"(4)

ترجمہ: جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں رحمان ان پر رحم کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ انسانیت کی تکریم کے ساتھ ساتھ انبیاء کا احترام بنیادی مقام رکھے کیونکہ الہامی تعلیمات انہی کے ذریعے انسانوں تک پہنچیں اور وہی امن، اخوت، محبت اور باہمی احترام کے سب سے مؤثر علمبردار ہیں۔

بین المذاہب ہم آہنگی: اہم معاشرتی ضرورت

---

(1) سورۃ بنی اسرائیل: 70

(2) احمد بن حسین بیہقی، شعب الایمان، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی اطعام الطعام و سقي الماء (ریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، 2003ء)، حدیث: 3095، 5:60

(3) امثال 25:21

(4) ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذي، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء في رحمة المسلمين (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، 1975ء)، حدیث: 1924

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اسلام ایک اجتماعی اور معاشرتی دین ہے جو فلاح و بہبود، تعاون اور انسانی تعلقات میں حسن سلوک کا درس دیتا ہے۔ یہ معاشرتی اور تجارتی معاملات میں شریعت کے مطابق تعاون اور اشتراک کو فروغ دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے نبی ﷺ کو جو کی روٹی اور چربی کے سالن کی دعوت دی آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا جو رواداری اور حسنِ سلوک کی عملی مثال ہے۔

أَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، فَأَجَابَهُ[(1)]

اسی معاشرتی رہن سہن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بائبل میں ہے: "غرض تم سب ایک دل ہو کر رہو، ہمدردی سے کام لو اور برادرانہ محبت سے پیش آو"۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مسلم بیماروں کے علاوہ غیر مسلموں کی بھی عیادت فرمائی ہے۔

نتائج

* بین المذاہب مکالمے اور مشترک نکات کو فروغ دے کر معاشرے میں امن اور ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔
* دورِ حاضر میں الہامی کتب کی تعلیمات کے ذریعے انسانی حقوق کے مسائل پر مؤثر حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔
* حقیقی امن و سلامتی کے لیے عدل و انصاف سب کے لیے یکساں ہونا چاہیے چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔
* خیر سگالی کے جذبے سے ایسے سماجی و ثقافتی پروگراموں میں شرکت کی جائے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں تاکہ اقلیتوں کے ساتھ تعلقات بہتر ہوں۔
* ہر مذہب آزادیٔ رائے کی اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد وضاحت اور مکالمہ ہو، نہ کہ توہین یا نفرت پھیلانا۔
* تمام الہامی مذاہب معاشرتی استحکام کی تعلیم دیتے ہیں اس لیے فساد اور بدامنی سے بچنا ضروری ہے۔ چونکہ تمام الہامی مذاہب دعوتی مزاج رکھتے ہیں اس لیے برداشت، صبر اور امن کے فروغ کے لیے مسلسل کوشش کرنا لازم ہے۔

تجاویز و سفارشات

* مذہبی کتب میں بیان کردہ شرفِ انسانیت کو عملی طور پر نافذ کیا جائے اور نفرت کے بجائے محبت کو فروغ دیا جائے۔
* انسانی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور انسانی تذلیل پر سخت سزائیں مقرر کی جائیں۔
* دوسرے مذاہب کے بانیان، مقدس کتب، عبادت گاہوں اور عقائد کا احترام کیا جائے۔
* علماء اور دینی اسکالرز کو بین المذاہب مشترک نکات پر کام کرنا چاہیے، کیونکہ یہی مکالمے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔
* موجودہ دور میں مشترکہ اخلاقی اور انسانی اقدار کو خاص طور پر اجاگر کیا جائے۔
* میڈیا کو چاہیے کہ مثبت کردار ادا کرے اور ایسے پروگرام نشر کرے جو امن، اعتدال اور باہمی احترام کو فروغ دیں۔

(1)ابن حنبل، المسند ، حدیث:13201

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مصادرومراجع

* John Shakespeare, *Urdu English and English Urdu Dictionary*, (Lahore: Sang-e Meel Publications, 1969), 1869.
* Recep Dogan, "Contributing to the World Peace - An examination of the Life of Prophet Muhammad as a Leader," Centre for Islamic Sciences & Civilization, Charles Sturt University, Sociology and Anthropology 3(1): 37-44, 2015
* ابن حنبل، المسند ،حدیث:13201
* ابن منظورالافریقی ،لسان العرب ،بیروت:دارالصادر،1414ھ
* ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی ، سنن الترمذي ، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء في رحمة المسلمين (مصر : شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،1975ء)
* احمد بن حسین بیھقی ، شعب الایمان، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی اطعام الطعام و سقي الماء (ریاض: مکتبة الرشد للنشر والتوزیع، 2003ء) ، حدیث: 3095، 60:5
* احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل ،تحقیق۔ شعیب الأرنؤوط ، عادل مرشد (بیروت: الناشر مؤسسة الرسالة،2001ء) ، حدیث: 38،23536 474
* امثال21:25
* ایس ایچ قادری،بیثاق مدینہ اور قائداعظم،اگست2013،ماہنامہ مرآۃالعارفین انٹر نیشنل
* بخاری، الجامع الصحیح ،
* البدایہ والنہایہ،ج:5،ص:51
* تفسیر در منثور،ج:2،ص:310
* حسین بن محمد راغب اصفہانی،المفردات فی غریب القرآن، تحقیق۔صفوان عدنان الداودی(دمشق:دار القلم،1412ء)،67
* سنن ابی داوٗد،کتاب البیوع
* علی رضا نقوی، فرہنگِ جامع (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،1994ء
* کرنتھیوں12:4-5
* مجموعہ علماء، معجم الوسیط (استنبول:دارالدعوۃ،1989ء
* محمد طاہر فاروقی،اقبال اور محبتِ رسولؐ،ص:70،
* یسعیاہ7:45
* عمادالدین ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، تحقیق۔محمد حسین شمس الدین)بیروت:دارالکتب العلمیۃ،1419ھ
* **کتابِ مقدس** (بائبل)،(نظر ثانی شدہ اردو نسخہ)،(لاہور:پاکستان بائبل سوسائٹی،2014)